نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ حضرت اقدس مسیح الزمان مجدد الوقت مہدی ہذہ الاوان جناب مرزا **غلام احمد** صاحب نے بار بار بذریعہ اشتہار و نیز بوساطت رسائل و کُتب مصنّفہ اپنی کے اپنے عقاید حقہ و اقوال صحیحہ کو شائع و مشتہر فرمادیا ہے اور مخالفین معاندین کو جو شکوک اور شبہات بسبب اپنی غلط فہمی یا ناواقفی کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ صلعم و نا آشنائی اقوال سلف صالح کے پیدا ہوئے ہیں اُنکا جواب و ازالۂ شبہات و فک شکوک ایسا بخوبی کردیا ہے کہ اب معاندین کو جائے دم زدن باقی نہیں رہی اور اس ہیچمدان نے بھی ایک رسالہ مبسوطہ مسمّی بہ **تحذیر المومنین من اکفار المسلمین** محرر کرکر شائع کیا ہے لیکن معہذا حاسدین معاندین طرح طرح کے افترا اور بہتان ایجاد کرتے رہتے ہیں چنانچہ آجکے روز ایک رسالہ چوورقہ بمقام امرتسر دیکھا گیا جس میں ستّرہ شکوک کو عقاید حضرت اقدس مرزا صاحب قرار دیکر کسی شخص مجہول عبداللہ کاتب امرتسری نے طبع کرا کر شائع کیا۔ اگرچہ ان تمام شکوک اور شبہات کا ازالہ مع دفع تمام دیگر اوہام کے نہایت بسط اور تفصیل سے رسالہ تحذیر المومنین من اکفار المسلمین میں بخوبی کیا گیا ہے مگر چونکہ وہ رسالہ طویل ہے بعض احبہ نے یہہ خواہش کی کہ اس چوورقہ کا جواب نہایت اختصار کے ساتھ دیا جاوے جو ایک جزو سے زائد نہو۔ لہذا حسب فرمایش بعض احبہ مختصر

طور پر ہر ایک شک کا فک کیا جاتا ہے۔

شک اول ۔ نبوّت کا دعویٰ

فک ۔ یہ محض افترا کیا گیا ہے معترض نے جس جگہ سے یہ اعتراض پیدا کیا ہے اُسی جگہ پر توضیح المرام میں لکھا ہے واما النبوّۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد آمنّا بانقطاعہ من یوم نزل فیہ ما کان محمّدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین ترجمہ لیکن وہ نبوّت تامہ جو کمالات وحی کو جامع ہے اور پوری نبوّت ہے پس تحقیق ہم ایمان لاچکے ہیں اُسکے منقطع ہونے پر جس روز سے یہ آیہ نازل ہوئی ہے کہ نہیں ہیں محمّد باپ کسی تمہارے کے مردوں میں سے ولیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور تمام انبیاؤں کے خاتم ہیں یعنے نبوّت تامہ کاملہ جامعہ منقطع ہوچکی ہے۔ ہاں حضرت مرزا صاحب نے **محدّث** ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور محدّث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوّۃ ہے جو ہر ایک محدّث امتّی کو عطا ہوتی ہے یعنے فرشتے اُس سے کلام کرتے ہیں اور اُسکا الہام بھی القاء شیطانی سے محفوظ کیا جاتا ہے مگر وہ پورا نبی نہیں ہوتا۔ اسی محدّث کی شرح حضرت اقدس نے توضیح المرام وغیرہ میں لکھی ہے جو مطابق ہے تمام احادیث صحاح اور اقوال شراح مثل فتح الباری وغیرہ کے دیکھو رسالہ تحذیر کو۔ اور لفظ رسول اور مرسل کا مجددین محدثین مبعوثین پر بھی کتاب وسنّت کے محاورات میں مستعمل ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ع کے حواریوں کی نسبت اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبو ھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون۔ ایضاً قال تعالیٰ مایاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ دیکھو حواریوں حضرت عیسیٰ ع نے کس قدر تاکید سے اپنے تئیں مرسل کہا کہ انا الیکم لمرسلون اور اللہ تعالےٰ نے اُنکے اِس کہنے کو مقام مدح میں ذکر فرمایا نہ مقام ذم میں۔ پس کلام میں حضرت مرزا صاحب کے لفظ مرسل یا رسول سے وہی مبعوث مراد ہے جو حدیث ابو داؤد میں مذکور ہے ان اللہ عزوجل یبعث لھٰذہ الامۃ علی راس

کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اور نبی کے لغوی معنے مخبر عن اللہ کے بھی ہیں اور یہی ماحصل تعریف محدث کا ہے جو خود حدیث بخاری میں مذکور ہے۔ اے بھائیو ذرا سوچو تو کہ ایک امتی مؤید اسلام فنا فی الاسلام مؤلف کتاب براہین احمدیہ علی حقیت کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ دعوی نبوت تشریعی کیونکر کر سکتا ہے وہ تو یوں کہتا ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب * ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم

شک دوم قولہ اس سے بڑھکر سنئے ازالہ کے صفحہ ۶۷۳ میں لکھدیا ہے کہ قرآن شریف کی آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق خود بدولت ہیں نہ رسول اللہ صلعم الخ۔

اقول۔ ازالہ کی یہ عبارت ہے "مگر ہمارے نبی صلعم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنے جامع جلال و جمال ہیں الخ۔ اس سے ظاہر ہے کہ متکلم کی مراد یہ ہے کہ اس بشارت کے مصداق اولی صرف آنحضرت صلعم ہی ہیں کیونکہ اس کلام کے متکلم کے نزدیک آپ جامع صفات جلال کے بھی ہیں اور جامع صفات جمال بھی ہیں ولنعم ما قیل ؎

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آن چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پس معترض نے جو افترا کیا ہے وہ کیونکر پیش جا سکتا ہے حالانکہ توضیح المرام میں لکھا ہے۔ سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہوگیا ہے جسکی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے ؎ شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم * آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم * بوئے محبوب حقیقی می دمد زاں روے پاک * ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم۔ الی ان قال ؎ در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود * ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم۔ آگے رہا ظلی اور طفیلی طور پر اس بشارت کا مصداق ہونا کسی امتی مجدد محدث کے واسطے سو بحکم المرء مع من احب کے اسمیں کیا استبعاد ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں لکھا ہے

* درود الٰہی او عشق محمدؐ من عونہ ۱۲

کہ مجھکو کلام صحابہ اور تابعین کے استقرا کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین جو اسباب نزول بیان کرتے تھے کہ فلان آیت فلان باب میں نازل ہوئی ہے صرف اُسی قصہ کے بارہ میں یہ بات نہیں کہتے تھے جو حضرت صلعم کے وقت میں وہ قصہ سبب نزول آیت کا ہوا ہو بلکہ جو امر آیت کا کسی قدر بھی مصداق ہو سکتا ہو خواہ وہ حضرت صلعم کے وقت میں واقع ہوا ہو یا بعد کو اُسکی نسبت بھی صحابہ اور تابعین کہتے تھے کہ فلان آیت فلان بارے میں نازل ہوئی ہے تو یہاں پر یہ کچھ ضرور نہیں کہ تمام قیود مندرجہ آیت اُس قصہ پر منطبق ہو جاویں بلکہ فقط اصل حکم کا انطباق کافی ہے انتہی ترجمۃ عبارۃ فوز الکبیر۔ اِس بحث کو تحذیر المومنیں میں نہایت لطافت کے ساتھ مفصلاً بیان کیا گیا ہے من شاء فلیرجع الیہ معترض نے اگرچہ اپنا نام عبداللہ کاتب لکھا ہے مگر بالضرور مؤلف صاحب اِسکے کوئی حضرت علماء امرت سر میں سے ہیں۔ افسوس کہ باوجود فضیلت علمیہ کے اُنکی طرف سے ایسی نکتہ چینیاں کی گئیں جو عوام جہلا کیا کرتے ہیں جن امور کو محققین علما نکات قرار دیتے ہیں اُنکو یہ حضرات کفریات میں داخل کرتے ہیں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب بعد تفصیل کرنے اُس مضمون کے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں فرماتے ہیں والی ھذہ النکتۃ اشار ابوالدرداء حیث قال لایکون احد فقیھا حتی یحمل الایۃ الواحدۃ علی محامل متعددۃ یعنے حضرت ابوالدرداء صحابی نے اِسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک آیت کو متعدد وجوہ پر تفسیر نہ کر سکے۔

شک سوم۔ جسمانی معراج کا انکار ہے۔

فک۔ معراج جسمانی میں حضرت عائشہ و امیر معاویہ وغیرہ سلف بلکہ خلف کا اختلاف ہے کہ آیا بجسد عنصری تہا یا بجسم لطیف و بجسد نورانی۔ اِس بارہ میں جو مسلک علماء ربانیین محققین کا ہے وہی مسلک حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں واسری بہ الی المسجد الاقصی ثم الی السدرۃ المنتھی والی ماشاء اللہ وکل ذالک بجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ ولکن ذلک

فی موطن ھو برزخ بین المثال والشھادة جامع لاحکامھما فظھر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی الروحیة اجسادا ولذلک بان لکل واقعة من تلک الوقایع تعبیر وقد ظھر لحزقیل ع وموسیٰ ع وغیرھما نحو من تلک الوقایع وکذلک لاولیاء الامة لیکون علو درجاتھم عند اللہ کحالھم فی الرویا واللہ اعلم ترجمہ اور سیر کرائی گئی آنحضرت صلعم کو معراج میں مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سدرة المنتہیٰ تک اور اُن مقامات تک جہاں تک اللہ تعالےٰ نے چاہا اور یہ سب سیر مقامات عالیہ کے بیداری میں تھے واسطے جسد مبارک آنحضرت صلعم کے ولکن یہ سیر جسدی ایسے مقام میں تھی جو برزخ ہے درمیان عالم مثال اور عالم شہادت کے اور جامع ہے ان دونو عالموں کا۔ اسی واسطے آپ کا جسد مبارک روح کے حکم میں ہوگیا اور احکام روح کے اُس پر ظاہر ہوئے اور روح اور معانی روحانیہ اجساد ہوکر متمثل ہوئے اور اِسی وجہ سے ہر ایک واقع کی اُن وقائع میں سے جو آپ نے دیکھے ایک تعبیر ظاہر ہوئی اور حضرت خرقیل ع اور حضرت موسیٰ ع کو بھی قریب قریب ایسے وقائع مکشوف ہوئے تھے اور اولیاء امت کے لئے بھی اس قسم کے کشوف قریب قریب عنایت ہوتے ہیں تاکہ علو درجات اُنکا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہووے جیساکہ رویا میں یہ حالات اُنکو مکشوف ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ دانا تر ہے۔ اِسی کے قریب قریب حضرت مرزا صاحب نے ازالہ میں لکھا ہے۔ وھو ھذا

اِس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اِس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اِس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اِس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلے درجہ کا کشف تھا جسکو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنی کے آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اِسلئے وہ اپنے معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ

تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچگئی سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے میں اسکا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنٰے درجوں میں سے اسکو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفی اور اجلی ہوتی ہے +وراس قسم کے کشوف میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے آخر تک + یہ ہی عبارت ازالہ کی جبکا ماحصل تحقیق مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے مطابق ہے۔ اگر تفصیل منظور ہے تو دیکھو تحذیر کو۔

شک چہارم۔ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ الخ

فک۔ ایہا الناظرین ملائکہ کی نسبت جو حضرت اقدس مرزا صاحب نے لکھا ہے وہ تو عین عقیدۂ اسلام ہے چنانچہ توضیح مرام صفحہ ۳۲ میں لکھتے ہیں "یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائکۃ اللہ کا انکو لقب دیں۔ اور منکرین ملائکہ کے خطاب میں فرماتے ہیں" صفحہ ۳۴۔ "اور ممکن ہے کہ ان کتابوں میں تحریف اور الحاد کے طور پر یہ پُرکفر تعلیمیں زائد کی گئی ہوں"۔ اور بصفحہ ۳۶ و ۳۷ لکھا ہے۔ "اب پھر میں ملائک کے ذکر کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز سے ملائک کا حال بیان کیا ہے وہ نہایت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اُسکے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا" اور اُسمیں لکھتے ہیں۔ "پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت روحانی و نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتی ہونگی کہ جو آسمانوں میں پائی جاتی ہیں مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے الی قولہ بلکہ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے"۔ پھر صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں "بلکہ ہر ایک فرشتہ علیحدہ علیحدہ کاموں کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے"۔

ایہا الناظرین ذرہ انصاف فرما کر دیکھو کہ یہ مضامین آیا وہی مضامین ہیں جو قرآن مجید اور احادیث صحاح سے درباره ملائکہ ثابت ہوتے ہیں یا اُسکے مخالف اور متضاد۔

جبکہ تمام تدبیرات نظام سلسلہ جسمانی اور سلسلہ روحانی کی ظاہر میں آسمان سے ظہور میں آتی ہیں اور در اصل بحکم آیات فالمدبرات امرا اور فالمقسمات امرا وغیرہ آیات کثیرہ کے اللہ تعالے نے ملائکہ کو مدبرات امور اور مقسمات امور مقرر فرمایا ہے تو پھر ملائکہ اجرام علویہ کے لئے بمنزلہ جان کے ہوئے یا اور کچھ اور پھر دیکھو احتیاط حضرت اقدس کے قول میں کہ فرماتے ہیں " وہ تعلق ایک مجہول الکنہ تعلق ہے"۔

شک پنجم ۔ جبرائیل علیہ السلام کا نبیوں کے پاس آنے کا انکار۔

فک ۔ معترض صاحب تفاسیر واحادیث سے تو بالکل ناآشنا تھے ہی مگر افسوس کہ تراجم قرآن مجید جو اردو میں ہیں اُن سے بھی ناواقف اور محض بے خبر ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولقد راٰہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتھی شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کے تحت میں بطور فائدہ کے لکھتے ہیں کہ حضرت صلعم کو اول نبوت میں حضرت جبرائیل نظر آئے تھے اصل صورت پرالی آخرہ۔ پھر لکھتے ہیں دوسری بار جبرائیل ع کو اپنی صورت پر دیکھا معراج کی رات میں سات آسمانوں کے اوپر۔ اگر معترض صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نفس اُترنے جبرئیل سے اگرچہ بطور تمثل اور تشکل کسے ہی ہو انکار کرتے ہیں تو یہ معترض صاحب کا محض افترا ہے جس جگہ سے بسبب اپنی کج فہمی کے یہ اعتراض گھڑا ہے اُسی جگہ لکھا ہوا ہے دیکھو توضیح المرام صفحہ ۴۰۔ اور یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں انتہی۔ اس تمثل اور تشکل کے سب اہل اسلام قائل ہیں۔ یہ کوئی قول جدید نہیں ہے کتاب اللہ اور سنت صحیحہ اس کی مثبت ہے فرمایا اللہ تعالے نے فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ اور دیکھو وہ حدیث جو کتاب الایمان کی فصل اول مشکوۃ شریف میں لکھی ہے۔ وہ تمثل ہی تھا یا حضرت جبرئیل کی صورت اصلیہ تھی۔ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں جلد دوم صفحہ ۴۸ "ثالث آنکہ درصورت دحیہ کلبی می آمد کہ صحابی بود از قبیلہ بنی کلب خوش رو در غایت حسن وجمال"۔ الی آخر العبارۃ

دوسری جگہ لکھتے ہیں "و جبرائیل در مقام خود ثابت و کائن است بذات وصفات ملکی کہ دارد و دحیہ در جائے خود است بصورتیکہ داشت و ایں صورت متمثل نہ عین جبرئیل است زیراکہ جبرائیل حقیقتی دیگر دارد وصورتے دیگر و نہ غیر اوست زیراکہ ہمہ ذات وصفات جبرائیل است کہ باین صورت برآمدہ و متمثل گشتہ الخ۔
اس مسئلہ کو نہایت بسط اور تفصیل سے ہمنے تحذیر میں لکھا ہے جس سے تمام معترضین کی فضیلت علمیہ کی پردہ دری ہوگئی ہے۔ ولنعم ما قیل ؎
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✤ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد۔

شک ششم۔ ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اُترکر قبض ارواح نہیں کرتا ہے بلکہ اُسکی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔

فک۔ یہ اعتراض بھی صرف بسبب ناواقفی اور بیخبری کتاب وسنّت کے کیا گیا ہے ولنعم ما قیل ؏ تہیں الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا کیونکہ جب ملائک کا طول وعرض شرع اسلام میں حسب احادیث صحاح کے جسکو ہمنے تحذیر میں لکھا ہے اسقدر کبیر وعظیم مانا گیا ہے کہ عرش سے فرش تک وہ محیط ہیں تو پھر اُنکو بصورت اصلیہ خود زمین پر اُترنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ مراد زمین پر اُترنے سے بجز اسکے کہ تمثل اور تشکل کے طور پر ہو اور کیا ہوسکتی ہے۔ جسمانیات میں ایک آفتاب پرہی نظر ڈالو کہ شعاع اُسکی تمام بسیط الارض پر پھیلی ہوئی ہے پس آفتاب کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے جرم اصلی کے ساتھ زمین پر اُترے اور بغیر اُسکے اُسکی شعاع زمین پر نہ پہنچے جب جسمانیات کا یہ حال ہے تو روحانیات میں یہ بات کیونکر مستبعد ہوسکتی ہے جبکہ ثبوت اسکا کتاب وسنت سے ہوگیا تو پھر اب اُسکے انکار کی کیا گنجایش ہے۔ افسوس کہ معترضین ایسے سطحی خیال ہیں۔ کہ حقیقت کی طرف ایک ذرہ بھر توجہ نہیں کرتے۔

شک ہفتم۔ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔

فک۔ ایہا الناظرین ذرہ انصاف کرنا چاہئے کہ معترض صاحب نے

جس عبارت سے یہ اعتراض گھڑا ہے اُسی جگہ لکھا ہوا ہے۔ وھوھذا الیسا ہی اُنکی
لفوس نورانیہ میں انواع واقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے
باطن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں انتہی۔ اب گذارش یہ ہے کہ باذن اللہ تعالےٰ و تبارک
نجوم فلکیہ کا کائنات الارض پر اثر پڑنا کونسی حدیث و آیت یا اثر کے مخالف ہے۔
اور کیا محل اعتراض ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند + تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار + شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اور خود توضیح المرام میں بصفحہ ۴۶ لکھا ہے وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم
اللیل والنہار وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا۔ الخ تمام تفاسیر میں ایسا ہی کچھ لکھا
ہے چنانچہ جامع البیان میں اس آیت کے تحت تفسیر لکھا ہے یعنی یجریان لمصالح
العباد دائما ترجمہ سورج اور چاند ہمیشہ چلتے رہتے ہیں واسطے حصول مصالحہ بندوں
کے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ سورج بادشاہ دن کا ہے اور چاند سلطان رات کا ہے
اگر سورج نہوتا تو ہر چہار فصول نہوتیں علیٰ ہذا القیاس اگر چاند نہوتا تو بھی تمام مصالح مختل
ہوجاتے۔ الحاصل فلکیات کو بالاستقلال مؤثر کون کہتا ہے جسکے حق میں حدیث
صحیحین آپ نے لکھی ہی اور اگر آپ آثار اور خواص بدیہیہ اجرام علویہ وغیرہ کو محض لغو
اور باطل کہتے ہیں تو ہم آپ کے مقابل میں یہ آیت پڑھتے ہیں ربنا ما خلقت ھذا
باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ اے حضرات معترضین میں آپ سے باادب
دریافت کرتا ہوں کہ کیا کوئی شخص بغیر آفتاب کی روشنی کے صرف آنکھوں سے دیکھ سکتا
ہے یا بغیر ہوا کے ذریعہ کے کسی آواز کو سن سکتا ہے۔ یہ تو تمام آثار اجرام علویہ کے
اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی دلیل ہیں جو حضرت مرزا صاحب بیان
فرما رہے ہیں۔ افسوس کہ بسبب عناد اور حسد کے ہنر کو بھی آپ نے عیب سمجھ لیا ہے
ولنعم ما قیل ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است۔ جسکو تفصیل سے اس
بحث کا دیکھنا منظور ہو وہ دیکھے تحذیر کو۔

شک ہشتم ۔ معجزات کا انکار و مسیح بن مریم جو مسلمانوں کے اعتقاد میں بن باپ پیدا ہوئے یوسف نجار کے بیٹے ہونے کا اقرار۔

فک ۔ انکار معجزات مسیحیہ کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا محض بہتان عظیم ہے۔ معترض نے جس جگہ سے یہ اعتراض پیدا کیا ہے خود وہاں پر یہ عبارت موجود ہے۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات **ہیں** جو اُس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے الخ۔ پھر یہ عبارت بھی بطور نص کے موجود ہے۔ آپ جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کا **معجزہ** حضرت سلیمان کے **معجزہ** کی طرح صرف عقلی تھا۔ اب ناظرین غور کریں کہ اس عبارت سے اقرار معجزات مسیحیہ کا ثابت ہوتا ہے یا انکار۔ پھر بہ صفحہ ۳۰۴ لکھا ہے پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح ؑ نے اپنے دادا سلیمان ؑ کی طرح اُسوقت کے مخالفین کو یہ عقلی **معجزہ** دکھلایا ہو اور **ایسا معجزہ** دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ آخر عبارت تک ایسے معجزہ کا ثبوت بدلائل عقلی کیا گیا ہے۔ پھر لکھا ہے۔ ماسوا اسکے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے **اعجاز** طریق عمل الترب یعنے مسمریزمی طریق سے بطور لعو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں انتہی۔ اور یہہ بات تو اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اکثر اُسی علم یا فن میں معجزات عنایت فرمائے گئے ہیں کہ جس علم و فن کا چرچا اُنکی قوم میں ہوتا تھا خواہ وہ از قسم لہو ولعب ہی کیوں نہ ہو دیکھو حضرت موسیٰ ؑ کو ایسا معجزہ عنایت ہوا جو بمقابلہ اُنکے سحر کے سحر کا توڑنے والا تھا کیونکہ فرعون کے وقت میں سحر کا چرچا زیادہ تھا۔ معترض نے جو اپنی کج فہمی سے حضرت مرزا صاحب کی طرف یہ امر منسوب کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب معجزات مسیحیہ کو لہو ولعب قرار دیتے ہیں یہ اُسکی غلط فہمی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ ؑ نے بمقابلہ سحر فرعونیوں کے سحر کا توڑنے والا معجزہ دکھلایا ایسے ہی حضرت مسیح نے بمقابلہ اُنکی لہو ولعب کے یہ معجزہ عقلی دکھلایا۔ اور اگرچہ اس قسم کے معجزات عقلیہ اس حیثیت سے کہ مخالفین اُنسے مغلوب کئے جاتے ہیں انعام الٰہی

یں داخل ہیں مگر بہ حیثیت تقابل لغو و لعب و یا سحر و طلسمات کے اولیائو انبیاء کے نزدیک بالضرور مکروہ ہوتے ہیں۔ مجالس الابرار میں لکھا ہے۔ فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بھا درجۃ الرجل کان کثیر من الصالحین یفر منھا و یستغفر اللہ و یتوب الیہ کما یستغفر من الذنوب و یتوب عنھا و قد کان یعرض علی بعضھم فیسئال زوالھا والمشایخ کلھم کانوا ینفرون المریدین السالکین غایتہ التنفیر من المیل الیھا ایضاً اسی میں لکھا ہے واما الکرامتہ بمعنی ظہور امر خارق للعادۃ فلا عبرۃ لھا بل ھی حیض الرجال۔ اور یوسف کو جو حضرت عیسیٰ کا باپ کہا گیا تو وہ بطور مجاز کے ہے کیونکہ عرف میں مربی کو بھی باپ کہدیا کرتے ہیں۔ یہ کیا ضرور ہے کہ باپ کے لفظ سے حقیقی باپ ہی مراد ہو اگر کہا جاوے کہ معنی مجازی کے واسطے صارف کا ہونا ضروری ہے حضرت مرزا صاحب کے کلام میں کونسا صارف موجود ہے تو گذارش یہ ہے کہ دیکھو ازالہ صفحہ ۳۷۷۔ ﻫ اے خدا جانم براسرارت فدا * امیاں را می دہی فہم و ذکا * کرمکے بودم مرا کردی بشر * من عجب تر از مسیح بے پدر۔ وغیر ذلک من التصریحات ﷺ۔ اور ایسا ہی استعمال خود قرآن مجید میں موجود ہے واذ قال ابراھیم لابیہ آزر اکثر مفسرین کے نزدیک آزر حضرت ابراہیم ع کا باپ حقیقی نہیں تھا۔ الحاصل یوسف کو جو ایک مدت تک حضرت عیسی ع اسکے زیر تربیت رہے تھے اور از روے تواریخ کے یوسف کے ساتھ حضرت مریم کی منگنی کا ہو جانا بھی ثابت ہے۔ لہذا اس جگہ پر بطور مجاز متعارف کے یوسف کو باپ کہدیا گیا ہے و بس۔

شک نہم ۹۔ توہین عیسی علیہ السلام

فک۔ جس طرح پر معترض نے بتاویل فاسد مضمون اس شعر کو مشعر توہین حضرت عیسی ع اپنی طرف سے قرار دے لیا ہے آپکا مخالف بھی بتاویل صحیح یہ کہہ سکتا ہے کہ منبر کے معنے جو آپ چاہیں لیویں وہ منبر حضرت رسول امین خاتم النبیین صلعم کا ہی ہے اُس منبر پر سوار اُمتی نائب کے کسی پہلے نبی کا آنا موجب توہین حضرت رسول امین خاتم النبیین صلعم کا ہے۔

پس آپ کا یہ خیال کرنا کہ اس منبر رسول امین خاتم النبیین پر حضرت عیسیٰ
آ بیٹھنگے کیسا مخالف تعظیم منصب ختم نبوۃ رسول مقبول صلعم کے ہے اور کیسا مخالف ہے
اُس نص صریح اور صحیح کے جو لانبی بعدی ہے اور نیز خود بشارت عیسوی کے کسقدر
مخالف پڑا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ ؑ ابھی تک زندہ ہیں تو پھر ہمارے رسول مقبول صلعم
ابھی تک مبعوث نہیں ہوئے قال اللہ تعالیٰ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
اور اگر اس کلمہ سے (عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم) توہین حضرت عیسیٰ ؑ کی ہوتی ہے تو
انکے عقیدہ سے توہین حضرت خاتم النبیین صلعم کے منصب ختم نبوت کی ہوتی ہے
آے بار الٰہا یہ معترضین کیسے سطحی خیال ہیں کہ اس شعر کو موجب توہین حضرت عیسیٰ ؑ
قرار دے رکھا ہے حالانکہ اکثر ائمہ مساجد جمعہ کے خطبہ میں پڑھا کرتے ہیں ؎

آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ کہاں +
ہارون اور موسیٰ ؑ کہاں اس بات کا ہے سب کو غم

؎ فکر کن در نفس خود جامی تو در شام و صبح + اَیْنَ موسیٰ اَیْنَ عیسیٰ اَیْنَ یحییٰ اَیْنَ نوح۔
لفظ کجا فارسی میں اور لفظ کہاں اردو میں اور اَیْنَ عربی میں سب الفاظ مترادفہ ہیں۔
ایضاً قال الآخر ؎ کجا شد آدم و حوا کجا شد یوسف ؑ و موسیٰ ؑ + کجا ایوب و زکریا
کجا شد نوح طوفانی + کجا شد عیسیٰ ؑ مریم کہ مردہ زندہ می کردے + سلیماں خود کجا رفتہ
کجا تختِ سلیمانی + خلیل اللہ کجا رفت و ذبیح اللہ کجا رفتہ + ہمہ در خاک شد آخر بشتِ
خاک پنہانی +

شک دہم ۱۰ ۔ روح القدس۔ روح الامین۔ شدید القویٰ۔ ذوالافق الاعلیٰ جنکا ذکر
شرع میں وارد ہے وہ انسان ہی کی ایک صفت ہے۔

فک ۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ روح القدس روح الامین
شدید القویٰ ذوالافق الاعلیٰ انسان کی صفت ہے بلکہ یہ سب صفات جبرائیلی ہیں جو
باعتبار اُن کیفیات کے جو انسان کامل کو مجاہدات سے باذنہ تعالیٰ حاصل ہوتی ہیں مشاہدہ
ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یا وہبی

طور پر عطیات ایزدی سے کوئی انسان بسبب صفاء طینت اور کمال استعداد کے اُن کیفیات سے تکیف ہوتا ہے تب بھی وہ صفات مختلفۃ الدرجات جبرائیلی اُسکو نظر آتی ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب ان سب صفات جبرائیلی کا اپنے اپنے محل اور مقام میں شہود اور ظہور انسان کی جلاء و صفاء قلب پر ہی موقوف ہے اور اُسی کی محبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے ؎

روتو زنگار از رُخِ خود پاک کن + بعد زاں آں نور را ادراک کن

جیساکہ حدیث قدسی میں بھی وارد ہے انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرتہ فی ملاءٍ خیر منہم متفق علیہ یعنے میں اُسکے ساتھ ہوں جبکہ مجھکو یاد کرے پس اگر مجھکو یاد کرے اپنی نفس میں تو میں بھی اُسکو یاد کروں اپنی نفس میں اور اگر یاد کرے مجھکو جماعت میں تو یاد کروں میں اُسکو اُس سے بہتر جماعت میں یہ حدیث متفق علیہ ہے پس جس طرح پر نصوص شارع علیہ السلام سے مراتب متفاوتہ قرب الٰہی کے حسب تفاوت تقرب عباد کے ثابت ہیں اُسی طرح پر وہ مراتب ثلثہ قرب کے ہیں جنکو حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے اور یہہ مراتب ثلثہ کتاب اللہ سے مستنبط ہیں دیکھو تحذیر کو۔ پس یہ کیفیات اور صور تجلیات جبرائیلی ہیں۔

شک یازدہم۔ تثلیث کا اعتراض جو معترض کرتا ہے وہ بھی عوام کو دھوکہ دینا ہے اور شک میں ڈالنا۔

فک اُسکا یہ ہے حضرت مرزا صاحب نے اس مقام پر تین چیزوں کا بیان فرمایا ہے۔ اول تو وہ محبت جسکے سبب مومن کامل داعی الی اللہ میں اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ کی ہوتی ہے جو مقتضا تکمیل ایمان و اسلام کا ہے اور دوسرے وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی جو اول مومن کامل کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو اور پھر پروردگار کی محبت کو اپنی طرف کھینچے اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مصداق ہو جاوے اور یحبہم ویحبونہ کا مرتبہ اُس مومن کامل کو حاصل ہو۔ دو

چیزیں تو یہ ہوئیں اب بتلایئے انمیں کونسی چیز ایسی ہے جو محل اعتراض ہے۔ اب تیسری چیز کو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جب اس مرتبہ یحبہم ویحبونہ کا مقام مومن کامل کو حاصل ہو جاتا ہے تو اسکا نتیجہ اور ثمرہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ وایدھم بروح منہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے یعنے تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے۔ اب ناظرین انصاف سے فرماویں کہ کیا یہ تثلیث وہی ہے جسکے نصاریٰ قائل ہیں۔ اُس تثلیث کی نسبت تو خود حضرت اقدس نے توضیح المرام میں فرما دیا ہے کہ جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرۂ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔ انتہی

شک دوازدہم۔ دعویٰ ابن اللہ

فک - اولاً ناظرین کی خدمت میں چند فقرات رسالہ توضیح المرام پیش کئے جاتے ہیں **فقرہ اوّل**۔ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ الفاظ صریح قرینہ اس بات پر ہیں کہ اس جگہ ہرگز ہرگز توالد اور تناسل جسمانی مراد نہیں ہے بلکہ مشابہت روحانی مراد ہے۔ **فقرہ دوم** ہم دونو کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر مجموعی خاصیت رکھی گئی ہے۔ **فقرہ سوم** جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر اُن دونو محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ اس فقرہ کے الفاظ پکار کر کہہ رہے ہیں کہ صرف انسان کی استعداد اور فطرت میں بغیر ارادۂ الٰہی کے کوئی ثمرہ اور نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ کہ اُن دونو محبتوں کو مجازاً واسطے تفہیم عوام کے بطور نر اور مادہ کے سمجھنا چاہئے یعنے جس طرح پر بغیر نر اور مادہ کے پسر پیدا نہیں ہوتا اُسی طرح جب تک کہ دو نو محبتیں نہ ہوویں کوئی ثمرہ اور نتیجہ بغیر اُن دونو کے ملنے کے حاصل نہیں ہوتا **فقرہ چہارم** سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اُسوقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اسمیں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے **فقرہ پنجم** اس مرتبہ کی محبّت میں بطور استعارہ یہ

کہنا بیجا نہیں ہے کہ خدائیتعالے کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو
جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک بیٹا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اِس
محبت کی بھری ہوئی روح کو خدائیتعالی کی روح سے جو نفخ المحبت ہے استعارہ کے
طور پر ابنیّت کا علاقہ ہوتا ہے۔ اس عبارت سے متکلم کی مراد صریح معلوم ہوتی ہے
کہ ابن اور علاقہ ابنیّت سے ثمرہ اور نتیجہ مراد ہے لاغیر ذالک۔ **فقرہ ششم**
اور چونکہ روح القدس اُن دونو کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اسلئے
کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُن دونو کے لئے بطور ابن ہے۔ **فقرہ ہفتم** اور یہی پاک تثلیث
ہے جو اس درجہ کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے امشرکانہ طور پر سمجھ
لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلی واجب الوجود
کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔ انتہی

اب ناظرین غور فرماویں کہ مسئلہ تثلیث کہ جسکو تمام جم غفیر نصاریٰ نے تحریف و
تغیر کر کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے جنکا فرض منصب اصلاح
اغلاط قوم نصاریٰ کی ہے اُسکی اصل حقیقت کو کس طرح پر منکشف فرما دیا۔ اللّٰھم
ارنا الاشیاء کما ھی۔ پھر اس قسم کے مجاز اور استعارات میں کیا محل اعتراض ہے
طبرانی کی حدیث میں موجود ہے الخلق کلھم عیال اللّٰہ واحبھم الیہ
انفعھم لعیالہ۔

شک سیزدہم۔ مسیح موعود میں ہوں جسکی بشارت حدیثوں میں وارد ہے
فک۔ دیکھو ازالہ اوہام و اعلام النّاس وغیرہ کو۔ امعان نظر اور انصاف
سے تاکہ حق واضح ہو جاوے اور مصداق قلوبنا غلف کے مت ہو جاؤ۔

شک چہاردہم۔ آنے والے مسیح کے اوصاف جو احادیث میں وارد
ہیں اُن میں تحریف کی ہے۔
فک۔ اگر دمشق سے مراد قادیاں یا اور کچھ ہو تو کیا استبعاد ہے۔ کتاب
کامل التعبیر میں شہروں کی تعبیر میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو دمشق میں دیکھیں تو

اُسکی روزی فراخ ہوگی صفحہ ۲۳۴- ایضاً اگر خود را در دمشق بیند دلیل کہ بروے روزی فراخ گردد صفحہ ۲۴۷- علی ہذا القیاس امام ابن شاہین اور امام ابن سیرین وغیرہ نے اپنی کتابوں میں قریب قریب اسی کے لکھا ہے- دیکھو تحذیر کو- پس جبکہ ہم اصح الصحاح سے اپنے رسائل میں احوال و اوصاف مسیح بن مریم و دجال کو از قسم رویا و منام ہونا ثابت کر چکے ہیں تو اُسکی تعبیر و تاویل میں موافق کتاب الرویا کتب احادیث کے ایسی تاویلات و تعبیرات کچھ بھی بعید نہیں ہاں البتہ اُسکا علم ہر کہ و مہ کو نہیں دیا جاتا بلکہ یہ نعمت مجتبی لوگوں کو عطا کی جاتی ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی ال یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراھیم واسحاق ان ربک علیم حکیم- اور زرد کپڑوں کی نسبت تمام ائمہ تاویل احادیث کا اتفاق ہے کہ اُس سے مراد مرض ہے دیکھو تعطیر الانام- اشارات فی علم العبارات اور منتخب الکلام وغیرہ کتب علم تعبیر الرویا کو اور پادریوں کے گروہ کا مسیح دجال ہونا تو اب مرتبہ بداہت کو پہنچ گیا ہے اگرچہ تمہاری نظروں سے حجاب میں ہو اور صحابہ کرام میں سے کونسے صحابی کا اثر آپ ایسا پیدا کر سکتے ہیں جس سے یہہ ثابت ہو کہ قصہ مسیح بن مریم اور دجال وغیرہ کا از قسم رویا و منام نہیں ہے اور جملہ الفاظ واردہ احادیث متنازعہ فیہا اپنے معنی حقیقی ہی پر محمول ہیں اور مصروف عن الظاہر نہیں ہیں اگر آپ کوئی ایسا قول صحابی پیش کریں تو ہم البتہ اُسمیں نظر اور غور کرینگے- اور ک ف ر کے دجال کی پیشانی پر لکھے ہونے کی تحقیق کو دیکھو حصص اعلام الناس میں-

شک پانزدہم- علامات قرب قیامت سے قرآن شریف میں جو دابۃ الارض کا ذکر ہے مراد اُس سے علماء ظاہر ہیں یہہ عقیدہ بھی جمہور اہل اسلام کے خلاف ہے-

فک- جبکہ تفسیر دابۃ الارض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت مرفوع کچھ ماثور نہیں ہے اور علماء مفسرین کا اُسمیں اختلاف بھی ہے چنانچہ نووی میں لکھا ہے واما الدابۃ المذکورۃ فی ھذا الحدیث فھی المذکورۃ فی قولہ تعالی

واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض قال المفسرون ھی دابۃ عظیمۃ تخرج من صدع فی الصفا وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انھا الجساسۃ المذکورۃ فی حدیث الدجال انتھی یعنے دابۃ الارض جسکا ذکر اس حدیث میں ہے وہ وہی ہے جسکا بیان اس آیۃ میں ہے کہ جب کفار پر قول ہمارے عذاب کا پورا ہوگا تو ہم نکالینگے دابۃ کو زمین سے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ایک بہت بڑا جانور ہے جو شگاف کوہ صفا سے نکلیگا اور حضرت ابن عمرو ابن العاص سے روایت ہے کہ وہ دابہ وہی جساسہ ہے جسکا ذکر حدیث دجال میں آیا ہے اور خود حضرت اقدس مرزا صاحب حاشیہ ازالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آثار القیامۃ میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دابۃ الارض آپ ہی ہیں تب آپ نے جواب دیا کہ دابۃ الارض میں تو کچھ چارپایوں اور کچھ پرندوں کی بھی مشابہت ہوگی۔ مجھ میں وہ کہاں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دابۃ الارض اسم جنس ہے جس سے ایک طایفہ مراد ہے انتھی۔ پس جبکہ تفسیر دابۃ الارض میں علما کا اختلاف ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی تفسیر میں کچھ منقول نہیں تو پھر اگر کوئی مجدد ملہم محدث (یہ بھی نہ سہی) کوئی مجتہد (یہ بھی نہ سہی) کوئی عالم مفسر یہہ تفسیر کرے کہ (اُس سے ایک ایسا طایفہ انسانوں کا مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے۔ لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعہ سے منکرین اسلام کو لاجواب کرتے ہیں۔ سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں آسمانی نہیں اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اِس لئے دابۃ الارض کہلاتے ہیں اور چونکہ کامل تزکیہ نہیں رکھتے اور نہ کامل وفاداری اسلئے چہرہ اُنکا تو انسانوں کا ہے مگر بعض اعضا اُنکے بعض دوسرے حیوانات سے مشابہ ہیں)۔ تو معترض صاحب اس تفسیر پر کیا اعتراض کرسکتے ہیں حالانکہ یہہ تفسیر دوسری آیات قرآن مجید کے بھی مطابق ہے فرمایا اللہ تعالی نے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ اِس آیت میں اللہ تعالی نے ایسے علماء ظاہر کو جو کہتے ہیں کرتے نہیں موہنہ کے بڑے لمبا گدھا فرمایا ہے اور دوسری جگہ فرمایا

اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون اس آیۃ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اُنکو چوپایوں کی مثل بلکہ اُن سے زیادہ تر گمراہ اور غافل فرمایا۔ پس یہ تفسیر دابۃ الارض کی مطابق دوسری آیات کے بھی ہوگئی اور اختلاف و اضطراب اقوال بھی رفع ہوگیا اسمیں کیا اعتراض ہے۔

شاخ شانزدہم۔ سورج کا چڑھنا مغرب سے اور توبہ کا دروازہ بند ہونا اسکو بھی تحریف کیا ہے۔

فک ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ✦ عیب نماید ہنرش در نظر ✦

اسجگہ صرف عبارت ازالۃ الاوہام کی ناظرین کے سامنے پیش کیجاتی ہے تاکہ اس شک کا جواب و فک خود بخود اُنکے اذہان صافیہ میں آجاوے **وھو ھذا**

ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اُسپر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رویا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کیطرف سے آفتاب کا چڑہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت و کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کیئے جاوینگے اور اُنکو اسلام سے حصہ ملیگا۔ اور مینے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اسکے مینے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُنکے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُنکا جسم ہوگا سو مینے اُسکی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جاوینگے درحقیقت آجتک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالےٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دیدی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب

خدا تعالیٰ اُن لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔ اور یاد رہے کہ مجھے اس بات سے

انکار نہیں کہ طلوع الشمس من مغربہا کے کوئی اور معنی بھی ہوں۔ ہیں نے صرف اُس کشف کے ذریعہ سے جو خدا تعالےٰ نے مجھے عطا کیا ہے مذکورہ بالا معنی کو بیان کیا ہے اگر کوئی مولوی ملّا ان الٰہی مکاشفات کو الحاد کیطرف منسوب کرے تو وہ جانے اور اُسکا کام وما قلت من عقد نفسی بل اتبعت ما کشف علیّ واللہ بصیر بحالی وسمیع لمقالی فاتقوا اللہ ایہا العلماء۔

شک ہفدہم از ازالہ۔ لیکن اگر کوئی اِس جگہ یہ سوال کرے کہ جب مغرب کیطرف سے آفتاب طلوع کریگا تو جیسا کہ لکھا ہے توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے گا۔ تو پھر اگر یہی معنی سچ ہیں تو ایسے اسلام سے کیا فائدہ جو مقبول ہی نہیں۔

فک ہم از ازالہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے یہہ مطلب تو نہیں کہ توبہ منظور ہی نہیں ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جاوینگے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کریگا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہجاوینگے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے یعنے جن کی فطرتیں بالکل مناسب حال اسلام کے واقع نہیں سو توبہ کا دروازہ بند ہونے کے یہ معنی نہیں کہ لوگ توبہ کرینگے مگر منظور نہوگی اور خشوع اور خضوع سے روینگے مگر رد کئے جاوینگے کیونکہ اس دنیا میں اُس رحیم وکریم کی شان سے بالکل بعید ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُنکے دل سخت ہو جاوینگے اور انکو توبہ کی توفیق نہیں دیجاویگی۔ اور وہ وہی اشرار ہیں جن پر قیامت آویگی۔ فتفکر وتدبر۔ میں کہتا ہوں جب اس جگہ لفظ دروازہ کا اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہے تو اگر اُس دروازہ کا بند ہونا بھی کسی تاویل صحیحہ کے ساتھ ماول ہو تو کیا استبعاد ہے۔

شک ہجدہم۔ لیلۃ القدر سے انکار ہے۔

فک۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے معنی حقیقی اور مشہور لیلۃ القدر کا کسی جگہ پر انکار نہیں کیا بلکہ براہین احمدیہ وغیرہ میں لکھ دیا ہے کہ ظاہری معنی لیلۃ القدر

کے مہری ہیں جو شہور ہیں۔ اسناد انکار کی حضرت اقدس کیطرف محض افترا ہے ہاں زمانہ بعثت رسول مقبول صلعم و زمانہ بعثت مجدد کو بھی بطور استعارہ کے لیلۃ القدر فرمایا ہے اور لفظ استعارہ کا خود حضرت اقدس کے کلام میں موجود ہے۔ آب دیکھو معالم التنزیل میں لکھا ہے وقال سعید بن مسیب من شھد المغرب والعشاء فی جماعۃ فقد اخذ بحظہ من لیلۃ القدر۔ اس اثر میں وقت قلیلہ ما بین مغرب وعشا کو لیلۃ القدر مجازاً کہا گیا اسی طرح پر اگر دوسرے زمانہ طویلہ کو مجازاً لیلۃ القدر کہا جاوے تو کیا محذور لازم آتا ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں بھی اس زمانہ بعثت کو لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ لکھا ہے حیث قال وتسمی فی الشرع باللیلۃ المبارکۃ تفسیر کبیر میں لکھا ہے قال الشعبی ابتداء بانزالہ لیلۃ القدر ولان البعثت کان فی رمضان یعنے آثار نے قرآن مجید کا آغاز لیلۃ القدر میں ہوا اور بعثت رسول مقبول صلعم کا شروع بھی رمضان میں ہوا۔ پس جبکہ بعثت ورسالت آنحضرت صلعم کی منقطع نہیں ہوئی تو لیلۃ القدر بھی منقطع نہیں ہوئی اور بطور استعارہ اور مجاز کے کل زمانہ بعثت کو شرف لیلۃ القدر یعنے انزال قرآن مجید حاصل ہوا۔ اس مسئلہ کو ہمنے تحذیر میں بہت تفصیل اور بسط سے لکھا ہے من یشاء فلیرجع الیہ۔

شک نوزدہم۔ ملائکہ کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا انکار۔

فک۔ نسبت انکار کی اس مسئلہ میں حضرت اقدس کی طرف محض افترا و غلط ہے ہاں جو تفسیر اس آیت (واذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشراً من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس) کی لکھی ہے۔ سو اس قسم کی تفاسیر متعلق بطون قرآن مجید صدہا علماء ربانیین اپنی تفاسیر اور کتب میں لکھتے چلے آئے ہیں۔ آب انصاف کرو کہ اس آیت میں صرف لفظ بشر جو ایک لفظ کلی ہے فرمایا گیا ہے نہ ابو البشر نہ آدم۔ البتہ اگر لفظ ابو البشر یا آدم کا ہوتا اور پھر اس سے صرف انسان کامل اور مکمل ہی مراد لیجاتی تو البتہ یہ تاویل متعلق تفسیر بطون قرآن مجید کے ہو جاتی جبکی

نسبت لا تنقضی عجائبہ وارد ہے لیکن درصورتیکہ اس آیت میں لفظ البشر کا
جو کلی ہے موجود ہے تو وہ تفسیر جو حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے محمول علی ظاہرہ
بھی ہوئی اگرچہ عامہ جمہور مفسرین کے خلاف ہو اور اگر کسی کو لفظ من طین کے
ساتھ آویزش ہو تو گذارش یہ ہے کہ جیسے حضرت آدم خاکی ماننے گئے ہیں جملہ بنی آدم
بھی خاکی تسلیم کئے گئے ہیں ؎

زیباست خوئی آتش اولاد بولہب را ٭ تو ابن بوترابی باید کہ خاک باشی

اس تفسیر حقہ کی توضیح تحذیر میں کماینبغی کی گئی ہے اسکو دیکھو۔

شک ستم۔ ازالہ صفحہ ۱۴۱ میں ہے۔ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے
میں انبیاء سے بھی امکان غلطی ہے۔

فک۔ یہ آپکا عوام کو دھوکا دینا ہے انبیاء نے کب دعوی کیا ہے کہ ہم تمام
علوم الہیہ پر محیط ہیں بلکہ فرمایا اللہ تعالی نے ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء ایضا
فرمایا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اور حضرت رسول
مقبول صلعم کو تمام علوم اول ہی مرتبہ دفعتہً عنایت نہیں ہوئے وقتاً فوقتاً مرحمت
ہوتے رہے ہیں قرآن مجید تیئیس برس میں نازل ہوا اور علی ہذا القیاس اسکا فہم بھی
اور وحی خفی بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی دیکھو حدیث جبرائیل کو جو مشکوۃ شریف
میں اول الابواب میں مذکور ہے اور جب آنحضرت صلعم سے امارات ساعۃ کا استفسار
ہوا تو جواب میں حضرت نے ان عشر اشراط ساعت کا ذکر کب فرمایا جو دیگر
احادیث صحاح میں مذکور ہیں مثلاً خسف بالمشرق اور خسف بالمغرب اور خسف
فی جزیرۃ العرب۔ دخان مسیح بن مریم مسیح دجال۔ دابۃ الارض۔ یاجوج ماجوج طلوع الشمس
من مغربہا۔ اور نار وغیرہ ذلک من الامارات الکثیرۃ۔ اور کون کہتا ہے کہ حضرت
رسول مقبول صلعم کو ان پیشگوئیوں کا اب تک علم نہیں اور حضرت مرزا صاحب کو
حاصل ہو گیا ہے استغفر اللہ و نعوذ باللہ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اس مجدد مسیح بن مریم
کو یہ سب علوم آنحضرت صلعم ہی تعلیم فرما رہے ہیں۔ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ۔۔۔ ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہمنے
مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت ۔۔۔ اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہمنے
ربط ہے جان محمد سے میری جاں کو مدام ۔۔۔ دلکو وہ جام لبالب ہے پلایا ہمنے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ ۔۔۔ اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہمنے
نور دکھلا کے تیرا سبکو کیا ملزم و خوار ۔۔۔ سبکا دل آتش سوزاں میں جلایا ہمنے
تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا ۔۔۔ خُم کا خُم موہنہ سے بصد حرص لگایا ہمنے
شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ۔۔۔ تیرے پانی سے ہی اُس ذات کو پایا ہمنے

غرضکہ جس پیشگوئی کے معنے مرزا صاحب پر مکشوف ہوتے ہیں اُسکے تعلیم کرنیوالے اور کھولنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں بتحت تفسیر آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت و آخرین منھم میں آخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہوا ہے گویا تمام آیت مع اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویعلم الاخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنے ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنھم کے* تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلعم اس گروہ کی باطنی طور پر تربیت فرماوینگے یعنے وہ لوگ ایسے زمانہ میں آوینگے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جاویگا اور مذہب اسلام بہت ہی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جاویگا اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہیگی۔ تب خدائیتعالیٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دیگا اور اسکو ایک گروہ بنائیگا اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کریگا الی ان قال اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جل شانہ نے ظاہر الفاظ آیت میں و آخرین منھم کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں

* اور جیسا کہ اُس پہلے گروہ کی ظاہری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ۱۲

صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہونگے وہ آخری زمانہ میں آئینگے ایسا ہی اس آیت واخرین
منھم لما یلحقوا بھم کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہے اس بات کیطرف
اشارہ کردیا جو آخرین منھم کا مصداق جو فارسی الاصل ہو اپنے نشان ظاہر کا بلوغ اس
سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کر لیگا سو یہی سن ۱۲۷۵ھ ہجری جو آیت
واخرین منھم لما یلحقوا بھم کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز
کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس
ہوتے ہیں انتہی تنبیہ واضح خاطر ناظرین ہو کہ تمام امت اسلام کا اس بات پر اتفاق
ہے کہ پیشین گوئی کا محمول علی الظاہر ہونا کچھ ضروری نہیں ہے آپکا یہ اصرار کہ یہہ جملہ
پیشین گوئیاں محمول علی الظاہر ہی ہیں بالکل مخالف اجماع ہے جیسا کہ ہم اس مقدمہ کو
حصص اعلام الناس میں مبرہن کر چکے ہیں فاتقوا اللہ یا اولی الالباب قال رسول اللہ
صلعم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ
فی النار پھر آپ ہی فتوی دیں کہ کل اہل اسلام کے برخلاف چلنے والا اور اللہ تعالی اور
اُسکے رسول کے کلام کو خلاف مراد اُنکی کے تحریف کرنیوالا کون ہے ومن یشاقق الرسول
من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی ونصله جھنم
وساءت مصیرا پس پیشین گوئی کے بارہ میں آپکا یہ اصرار کہ ہر ایک پیشین گوئی
محمول علی الظاہر ہے بدعت اور افترا محض ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا
او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء ومن احدث فی امرنا هذا ما لیس منه
فهو رد۔ وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞

ذیل رسالہ فک الشک

شک بست و یکم

اگر کوئی شخص یہ شک کرے کہ مرزا صاحب نے تمام احادیث امارات ساعت کی تاویل اور مصرف عن الظاہر کر دیا ہے کسی امارت ساعت کو نہیں چھوڑا جس میں تاویل نکی ہو پھر ہم کیونکر صدہا احادیث میں تاویل بلکہ تحریف کو قبول کریں۔ نہایت حیرانی کا مقام ہے کہ اس بارہ میں جو حدیث وارد ہے مرزا صاحب اُسمیں تاویل بلکہ تحریف کرتے ہیں ہمارا دل توان صدہا تاویلات کو ہرگز قبول نہیں کرتا کہاں تک [illegible] بلکہ تحریفات کو قبول کرتے چلے جاویں اور تمام علم احادیث سے امن اُٹھا دیویں اور ایک غدر برپا کر دیویں۔

فک

اصل حال یہ ہے کہ امارات ساعت کی دو قسمیں محدثین لکھتے ہیں اوّل امارات صغریٰ دوم امارات کبریٰ۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے امارات صغریٰ میں کہیں تاویل نہیں کی الاماشاء اللہ والنادر کالمعدوم کیونکہ امارات صغریٰ اپنے ظاہر ہی پر محمول ہیں آگے رہیں امارات کبریٰ اُنکی نسبت یہ عرض ہے کہ علم ساعت کا مع مالہا و ما علیہا کے کسیکو نہیں دیا گیا اور امارات کبریٰ جو قیامت کے احوال مالہا و ما علیہا میں داخل ہیں ملحق ہیں ساتھ مقدمہ قیامت کے پس اُنکا علم بھی پورا پورا کسی کو قبل وقت وقوع کے نہیں دیا گیا۔ دیکھو حدیث جبرائیل متفق علیہ کو جو اول الابواب مشکوۃ شریف میں مذکور ہے اُس حدیث میں علم ساعت کو حوالہ بخدا کیا گیا ہے اور امارات صغریٰ کو تو بیان کیا گیا لیکن امارات کبریٰ کا ذکر تک بھی حضرت جبرائیل زبان پر نہ لائے۔ اسمیں یہی حکمت تھی اور صاف اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ امارات صغریٰ

اپنی ظاہری صورت پر ظہور پذیر ہونگی اور امارات کبری اپنی ظاہری صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوویںگی یعنے جس طرح پر قیامت اور اُسکی تعیین مدت کا کسی کو احوال معلوم نہیں ایسے ہی آیات کبری کا احوال ہی معلوم نہیں ہوتا کہ کس صورت سے واقع ہوونگی ہاں البتہ وقت وقوع امارات کبری کے اُنکا علم بواسطہ تعلیم روحانی رسول مقبول صلعم کے امت کو ہونا ضروری ہے تاکہ مخبر صادق کے اخبار اور پیشین گوئیوں پر ایمان لایا جاوے اور اُنکی تصدیق کیجاوے اور چونکہ نہ تو ہر فرد بشر افراد امت میں سے یہ استعداد اور قابلیت رکھتا ہے کہ یہہ علوم روحانی طور پر رسول مقبول صلعم سے اخذ کرے اور نہ کبھی سنت اللہ اس طرح پر جاری ہوئی ہے کہ ہر فرد بشر کو الہام اور وحی کے ذریعہ سے علوم الہیہ حاصل ہوں لہذا حکمت الہی مقتضی ہوئی کہ ایک فرد کامل امت کا جو مجدد صدی چہاردہم کا ہے جسکا نام عالم ملکوت میں مسیح بن مریم ہے اور اس وقت میں کتاب وسنت کی امامت اُسی کو دی گئی ہے اور وہ خود بھی امارات کبری قیامت کا اول الامارات ہے اور اُسکے وقت میں دیگر امارات کبری کا آغاز ہو چلا ہے۔ وہ ان علوم کو حضرت رسول امین **خاتم النبیین** صلعم سے روحانی طور پر اخذ کرے اور بقیہ افراد امت کو وہ علوم اُسکی وساطت اور ذریعہ سے حاصل ہوں۔ یہ ھی اشد ضرورت اس مجدد مسیح بن مریم کی اس صدی چہاردہم میں اور یہی حکمت ہی اُس مجدد کو نبی اللہ کہنے کی جو بعض احادیث میں اسکو نبی اللہ کہا گیا یعنے وہ مخبر عن اللہ ہے کیونکہ یہ علوم امارات کبری کے کسی کو نہیں دیئے گئے تھے جو وہ ان سے اخذ کرتا صرف بواسطہ حضرت **رسول مقبول صلعم** کے اللہ تعالی نے اسکو یہہ علوم دیئے۔ **دوبارہ** پھر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر امارات کبری اپنی ظاہر پر محمول ہوتیں تو پھر یہہ مسئلہ مسلمہ منقوض ہو جاتا کہ فساعۃ مع ما لھا وما علیھا کا علم کسی کو نہیں دیا گیا یہی حکمت ہے احادیث متضمنہ امارات کبرے کے محمول علی الظاہر ہونے میں اور یہی وجہ اشد ضرورت واقع ہوئی۔ اس مجدد مسیح بن مریم کے وجود کی علاوہ اِسکے یہ ہے کہ تصریحات اور تنصیصات احادیث صحیحین سے بعض امارات

کبریٰ کا از قسم رویا و منام ہونا ہمنے تحذیر میں ثابت کردیا ہے اور ماہر علم حدیث پر
یہ بات مخفی نرہیگی کہ سوائے احکام فرائض و واجبات و محرمات کے باقی جملہ امور اسلام
اکثر از قسم رویا ر رسول مقبول صلعم یا صحابہ کرام کے ہیں جو واجب التعبیر ہیں دیکھو حدیث
اذان کو جو ترمذی میں مذکور ہے وہ بھی رویا ر صحابی سے ہی ثابت ہوئی ہے۔
تعطیر الانام میں لکھا ہے اسکا ملخص ترجمہ یہاں پر بطور شرح کے مع شئے زائد
نقل کیا جاتا ہے۔

مقدمہ تعبیر کا۔ فرمایا اللہ تعالے نے لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ
مفسرین نے بشری کی تفسیر رویار صالحہ کے ساتھ کی ہے اور اسی واسطے حدیث میں
موجود ہے من لم یومن بالرویا الصالحۃ لم یومن باللہ ولا بالیوم الآخر یعنے
جو شخص رویار صالحہ پر ایمان نہ لایا وہ اللہ پر اور دن آخرت پر بھی ایمان نہ لایا۔ (اسکی یہی
وجہ ہے کہ دارمدار اکثر امور آخرت کا رویار انبیا علیہم السلام پر ہی ہے) وقالت
عائشۃ اول مابدأ بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم فکان
لا یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح یعنے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت
صلعم کو جب وحی ہونا شروع ہوا تو آغاز اُسکا رویار صالحہ ہی تھا (اسی واسطے رویار
صالحہ شرع اسلام میں نبوت کا جزو گردانا گیا ہے) اور جو رویا آپ دیکھتے اُسکی تعبیر
ایسی واقع ہوتی تھی جیسے روشنی صبح کی ظاہر ہوجاتی ہے وروی عنہ علیہ السلام انہ
قال لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا ابا بکر رائیت کانی انا وانت نرقی فی درجۃ
فسبقتک بمرقاتین فقال یا رسول اللہ یقبضک اللہ تعالی الی رحمتہ واعیش
بعدک سنتین ونصفا یعنے حضرت نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ دیکھا
مینے گویا میں اور تو دونوں ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں پس میں تجھ سے دو سیڑھیاں
آگے چڑھ گیا ہوں تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو اللہ تعالی اپنی
رحمت کاملہ کیطرف قبض کرلیگا اور میں ڈہائی برس تک بعد آپ کے زندہ رہونگا۔
اور نیز روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہ دیکھا مینے

گویا کہ میرے پیچھے ہو لگیں ہیں بھیڑ بکریاں سیاہ اور اُنکے پیچھے تابع ہو گئیں ہیں سفید بھیڑ بکریاں تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ اولاً کالے لوگ عرب آپ کے تابع ہو وینگے اور پھر عرب کے پیچھے گورے لوگ عجم کے تابع ہو وینگے (اس پیشین گوئی کا مصداق اگرچہ مدت سے واقع ہو رہا ہے مگر اس صدی چہار دہم میں بعہد اس امام زمان کے پورے طور پر صدق شروع ہو گیا ہے والحمدللہ) اور حضرت یوسف عم بطور شکریہ کے جناب باری میں عرض کرتے ہیں رب قد اٰتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث تاویل الاحادیث وہی علم تعبیر الرویا ہے (دیکھو اس آیت میں علم تاویل احادیث کو نعمت ملک و سلطنت پر معطوف کیا گیا اس سے کس قدر عظمت وشان اس علم کی معلوم ہوئی۔ چونکہ اس مجدد میں صفات جمال کا غلبہ ہے اور مظہر صفات احمدیت کا ہے۔ برعایت اس حکمت کے نعمت سلطنت نہیں دی گئی اور اسکی شق ثانی یعنی علم تاویل الاحادیث کو جو سلطنت روحانی ہی عطا کیا گیا کیونکہ اس صدی چہار دہم میں اُسی کی ضرورت اشد واقع تھی) اور ابتدائے عالم میں سب سے اول یہی علم الٰہی دنیا میں آیا اور تمام انبیا اور رسل اس علم کو اخذ کرتے رہے ہیں اور ایسی مضبوطی سے (اسپر عامل رہے کہ بیٹے کے ذبح کرنے میں بھی ذرہ بھر دریغ نہ کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے) کہ اُنکی اکثر نبوتیں اور وحیاں رویا ہی تھیں اور قبل آنحضرت صلعم کے تمام انبیا کے وقت میں رویائے صالحہ سے زیادہ کوئی علم شریف تر اور افضل نہیں تھا (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود صدہا فضائل اس علم کے بیان فرما دیئے) یہہ ملخص ترجمہ بطور شرح مع شئے زائد اُس مضمون کا ہے جسکو امام کامل شیخ عبدالغنی نابلسی نے اپنی کتاب تعطیر الانام میں بطور مقدمہ کے لکھا ہے۔ پس ان سب مقدمات مسلمہ سے لازم آیا کہ جس قدر احادیث متضمنہ آثار کبریٰ ساعت کے ہیں وہ بالضرور اپنے ظاہر پر محمول نہیں۔ اور پھر انکا علم نہ ہونا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ محمول علی الظاہر نہیں ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور اپنے اپنے وقت پر انکا علم بواسطہ رسول مقبول صلعم روحانی طور پر اس مجدد مسیح بن مریم یا اُسکے خلفا کو دیا جاتا ہے اور دیا جاویگا اور مخالف معاند محروم رہینگے کیونکہ یہہ علوم

پہلے سے کسی کو نہیں دیئے گئے۔ یاد کرو انہیں مقدمات مسلّمہ کو اور اس امر کی اُس آیہ میں اچھی طرح پر توضیح و تشریح موجود ہے جسکو ہم آئینہ کمالات سے بطور تفسیر پہلے لکھ چکے ہیں یعنے ویعلم الآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اس آیہ میں جواب اُن معترضین کا بھی ہے جو اعتراض کرتے ہیں کہ پہلے علما کو یہ علوم کیوں نہ دیئے گئے اور حضرت مرزا صاحب ھی ان علوم تاویل الاحادیث کے ساتھ کیوں مخصوص ہوئے۔ گویا کہ اُسکے جواب میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ عزیز ہے جسکو چاہے اس عزت علوم کے ساتھ معزز و ممتاز کرے حکیم ہے جب اُسکی حکمت نے اقتضا کیا تب یہ علوم ایک مجدّد صدی چہاردہم کو دیئے اور یہ علوم اللہ تعالی کا فضل ہیں اور وہ اپنے فضل کے ساتھ جسکو چاہتا ہے مخصوص فرماتا ہے کسی کے باپ دادا کا اجارہ نہیں کہ وہ اُسکے افضال اور عطیات کو روک سکے۔ اب چونکہ واسطہ ان علوم کا یہی مجدد مسیح بن مریم ہے پس جو شخص اُسکا اتباع کریگا اُسکو نجات ملیگی اور ہلاکت سے محفوظ رہیگا اور جو شخص مخالفت اور عناد کریگا وہ ہلاک ہوگا۔ صدق رسولہ الکریم

کیف تھلک امۃ انا اولھا والمسیح بن مریم اخرھا او کما قال والسلام علی من اتبع الھدے

والحمد للہ الذی الھمنی ھذہ المقدمات المبارکات التی تزیل کل الشکوک و تحل الشبہات بطفیل جناب المسیح بن مریم امام الزمان مجدد الوقت مھدی ھذہ الاوان و بتوسل خلیفۃ الراشد والمھدی المھتدی الحکیم الروحانی مولانا نور الدین شرح اللہ صدرہ بنور الیقین و بصرہ اللہ فی امور الدین بحق الیقین +

الراقم

خاکسار محمد احسن۔ امروہوی

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شیخ نور احمد کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا